روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۱۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۲/۷۷ | منگل۔ ۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۳ھ، ۱۴ وفا ہش ۱۳۷۱، ۱۴ جولائی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۵۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدعادات راسخ نہ ہونے دیں

جوں جوں عمر پختہ ہوتی جاتی ہے توں توں بدعادات بھی راسخ ہوتی جاتی ہیں بعض اوقات دل میں ایک شیطانی وسوسہ آجاتا ہے کہ چلو جی جہاں اور اتنی نیکیاں ہیں ایک بدی بھی سہی۔ خبردار اور ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ شیطان کا دھوکہ ہے اس کے فریب میں مت آنا۔

اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت الاوّل اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے
(۲۰، مارچ ۱۹۰۸ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"پس سچی معرفت اسی کا نام ہے کہ انسان اپنے نفس کو مسلوب اور لاشی محض سمجھے اور آستانہ الوہیت پر گر کر انکسار اور عجز کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل کو طلب کرے اور اس نورِ معرفت کو مانگے جو جذباتِ نفس کو جلا دیتا ہے اور اندر ایک روشنی اور نیکیوں کے لئے قوت اور حرارت پیدا کرتا ہے۔ پھر اگر اس کے فضل سے اس کو حصّہ مل جاوے اور کسی وقت کسی قسم کا بسط اور شرحِ صدر حاصل ہو جاوے تو اس پر تکبّر اور ناز نہ کرے بلکہ اس کی فروتنی اور انکسار میں اور بھی ترقی ہو۔ کیونکہ جس قدر وہ اپنے آپ کو لاشئ سمجھے گا اسی قدر کیفیات اور انوار خدا تعالیٰ سے اُتریں گے جو اس کو روشنی اور قوت پہنچائیں گے۔ اگر انسان یہ عقیدہ رکھے گا تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی اخلاقی حالت عمدہ ہو جائے گی۔ دنیا میں اپنے آپ کو کچھ سمجھنا بھی تکبّر ہے اور یہی حالت بنا دیتا ہے۔ پھر انسان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ دوسرے پر لعنت کرتا ہے اور اسے حقیر سمجھتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۱۳)

عبادات کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے معطر رکھنے کی کوشش کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"اللہ تعالیٰ نے مزاج کو ایسا بنایا ہے کہ وہ بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی کسی خاص مزاج میں انسان نماز پڑھ رہا ہے اور کبھی کسی خاص مزاج میں نماز پڑھ رہا ہے۔ کبھی سورۂ فاتحہ کا پہلا حصّہ ہے اس نے ہی دل کو تھام لیا ہے اور آگے نہیں بڑھنے دیتا۔ کبھی درمیان میں آکر دل اٹکتا ہے کبھی آخر پر۔ کبھی رکوع میں کبھی سجود میں گویا کہ مختلف حالات میں مختلف انسان اپنے مزاج کے مطابق مختلف رنگ میں نماز سے لذت پانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لئے جو شخص متلاشی ہو گا جب اس کو اپنے مزاج کی چیز کہیں ملے گی تو وہ وہیں ٹھہر جائے گا اور وہاں وہ زیادہ لطف اٹھائے گا اور اس طرح کوئی نماز بھی انسان کی ایسی نہیں جو لذتوں اور تجلیوں سے خالی رہ جائے۔ لیکن اگر غفلت کی حالت میں نمازیں ادا کرتی ہیں تو ساری عمر کی نمازیں بھی خالی ہوں گی۔ خالی برتن ہوں گے۔ ایسے برتن کہ جب آپ یہ خدا کے حضور پیش کریں گے اور کہیں گے (۔) تو خالی التحیات کے کھوکھلے برتن ہوں گے جن میں نہ الصلوٰت ہوں گی نہ الطیبات ہوں گی۔ یہ ایک تمسخر ہے۔ اپنے ساتھ بھی دھوکہ ہے اور خدا سے بھی دھوکہ کرنے کی کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا بنائے کہ ہماری عبادات کو اپنے ذکر سے بھر دے اور ایسے ذکر سے بھر دے کہ جس سے ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ معطر رہیں۔ ہمارے وجود خدا کی ذات سے لذّت پانے والے ہوں جیسا کہ حضرت (بانی سلسلہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے) نے فرمایا اور خدا کی ذات کے رنگ اور اس کی صفات ہماری ذات میں جاری ہونے والی ہوں۔ یہ وہ نماز ہے جو بالآخر انسان کو خدا نما بنا دیتی ہے۔ یہ وہ نماز ہے جس کے بعد انسان جتنی دفعہ بھی نماز میں جاتا ہے۔ ہر دفعہ کوئی نیا موتی لے کر نکلتا ہے۔ نیا گوہر لے کر واپس لوٹتا ہے۔ کبھی انسان ایسی نمازوں سے خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹتا، اور جتنا ترقی کرتا ہے اتنا ہی خدا کے رنگ اس پر پہلے سے بڑھ کر چڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اتنا ہی زیادہ اس میں انکسار پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنا ہی زیادہ وہ رکوع اور سجود کا اہل ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور تکبّر کی بجائے اس میں انکساری بڑھنے لگتی ہے۔ خدا کرے کہ ہمیں، ہمارے بڑوں کو بھی اور چھوٹوں کو بھی موجودہ نسلوں کو بھی اور آئندہ نسلوں کو بھی ایسی ہی نمازیں نصیب ہوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲، اگست ۱۹۹۱ء)

درخواست دعا

حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ رقم فرماتی ہیں:
عزیزم یاسر احمد ابن ایم اے شکیل (میرے بھانجے) کی آنکھ میں اچانک ایسی تشویشناک تکلیف ہو گئی ہے۔ جس پر لاہور کے تمام آئی سپیشلسٹ ڈاکٹرز نے بچے کو فوری طور پر امریکہ لے جانے کا مشورہ دیا ہے۔ اس سلسلہ میں عنقریب عزیزم شکیل بچے کو لیکر فلائی کر رہے ہیں۔ میں تمام احباب کرام جماعت اور بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے بچے کی صحت بحال کرتے ہوئے ان کو بخیریت تمام واپس لائے۔

"مہر آپا"

خاکسار کے برادر اصغر عزیزم مکرم فیض محمد صاحب صادق ایڈووکیٹ لاہور علاج کے سلسلہ میں انگلستان گئے ہیں۔ سر میں رسولی تشخیص کی گئی ہے۔ احباب سے کامل صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نسیم سیفی

تقویٰ کے زیور سے آراستہ کریں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ نے فرمایا:
"واقفین نو کی جو فوج ہے اس پر آئندہ بیس سال تک بہت بڑی ذمہ داریاں پڑنے والی ہیں اور اس پہلو سے میں جماعت کے اس حصّے کو نصیحت کرتا ہوں جس کو خدا تعالیٰ نے وقف نو میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ وہ تحریک جدید کے مطابق اپنے بچوں کی تیاری میں پہلے سے زیادہ بڑھ کر سنجیدہ ہو جائیں اور بہت کوشش کر کے ان واقفین کو خدا کی راہ میں عظیم الشان کام کرنے کے لئے ابھی سے تیار کرنا شروع کر دیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸، ستمبر ۱۹۸۹ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۴ وفا ۱۳۷۱ ہش ۱۴ جولائی ۱۹۹۲ء

خدا سے ۔ (۷) خدا کی محبت

اگرچہ موٹی تقسیم تو یہ ہے کہ یا انسان خدا کی ہستی کا قائل ہے یا اس کا منکر ۔ لیکن غور سے دیکھا جائے تو خدا کی ہستی کے جو لوگ قائل ہیں وہ بھی تقسیم کئے جا سکتے ہیں ایک وہ جو صرف یہ مانتے ہیں کہ خدا ہے اور ایک وہ جو خدا کو اسکی صفات کے ساتھ مانتے ہیں ۔ یعنی وہ جانتے ہیں کہ خدا صرف ایک ایسی ہستی نہیں جو بس ہے اور اس سے آگے کچھ نہیں ۔ اس نے پیدا تو بے شک ہمیں کیا ہے اور ساری مخلوق کو بھی ۔ لیکن اب ہم ہیں اور ہماری دنیا ۔ جو چاہیں کریں اور جس طرح چاہیں کریں ۔ وہ دخل نہیں دیتا ہے ۔ بس دیکھتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے ۔ نہ ہمارے لئے کچھ کرتا ہے نہ ہمارے کچھ کرنے میں دخل اندازی کرتا ہے ۔ جب کہ اس بات کو آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے ۔ ایسے خدا سے ۔ یا یوں کہئے کہ خدا کے اس نظریے کو ۔ انسان مان تو سکتا ہے لیکن اس سے محبت کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ نہ وہ ہم سے محبت کرتا دکھائی دیتا ہے نہ ہم اس سے محبت کرنے کی کوئی وجہ پاتے ہیں ۔

لیکن دوسرے لوگ جو خدا تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کے ساتھ مانتے ہیں وہ اسے اپنے قریب بھی پاتے ہیں ۔ اور اسکی صفات کے ظہور کے وقت ان کے دل میں محبت کے سوتے بھی پھوٹتے ہیں ۔ وہ رحیم ہے ، رحم کرتا ہے ۔ وہ کریم ہے ، کرم کرتا ہے ۔ وہ رحمٰن ہے اس نے ہماری پیدائش سے بھی پہلے ہماری ضروریات مہیا کر دی ہیں ۔ غرضیکہ اسکی صفات سامنے آتی ہیں ۔ کام کرتی دکھائی دیتی ہیں اور لمحہ بہ لمحہ ہمارے دل میں اس کے متعلق جذبات پیدا ہوتے ہیں اور یہ جذبات ہیں محبت کے ۔ اس کا حسن دیکھ کر اور اس کا احسان دیکھ کر ۔ جس طرح ہم اسے کچھ کرتا دیکھ کر محبت سے مملو ہو جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی ہمیں کچھ کرتا دیکھ کر محبت کرنے لگتا ہے ۔

حضرت امام جماعت الاوّل اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے ۔ فرماتے ہیں ۔ مال کا انفاق بھی ضروری ہے خیرات کرنا ۔ قریبیوں ، رشتہ داروں یتیم بچوں کو دینا مسکینوں اور مسافروں کو دینا ۔ سوالیوں کو اور غلام آزاد کرنے میں خرچ کرنا ۔ دعوت الی اللہ کیلئے مال عزیز خرچ کرنا ۔ نمازیں باقاعدہ اخلاص اور ثواب کے ماتحت ادا کرنی اور ایک مقررہ حصہ اپنے مال میں سے الگ کرنا ۔ رنج میں مصائب میں ۔ شدائد میں ۔ مقدمات میں ۔ غربت میں صبر واستقلال سے قدم رکھنے والے ۔ یہی خدا کو پیارے ہیں ۔

پہلی باتیں وہ تھیں جن سے انسان کے دل میں خدا کا پیار پیدا ہوتا ہے ۔ یہ باتیں وہ ہیں جن سے خدا انسان سے محبت کرتا ہے اور یہ دونوں باتیں اپنی اپنی مخصوص اہمیت کی حامل ہیں ۔

میرے ناکردہ گناہوں کو اچھالو رات دن
جھوٹ جس کو پالتا ہے وہ مجھے الزام دو
کہنے والے نے کہی یہ بات میں نے مان لی
"گالیاں سن کر دعا دو ، پاکے دکھ آرام دو"

ابوالاقبال ـــــــ

فرشتہ جانتا ہوں خود کو نَے کافر سمجھتا ہوں
مَیں جیسا بھی ہوں اپنے آپ کو بہتر سمجھتا ہوں

مَیں عاشق ہوں مجھے آتے نہیں آدابِ عیّاری
حدودِ مصلحت سے عشق کو باہر سمجھتا ہوں

فِدا ہو جس پہ منزل راستے جس کے قدم چومیں
وہی اک راہبر ہے جس کو مَیں رہبر سمجھتا ہوں

ترے ادراک سے بالا ہے میرا مرتبہ واعظ
کہ مَیں خود کو بڑی سرکار کا نوکر سمجھتا ہوں

لگا ہے بولنے جس روز سے سونے کا گوسالہ
حریفِ سامری صورت کو جادوگر سمجھتا ہوں

مسافر ہوں مجھے ہر آبلہ پا سے محبّت ہے
مَیں ہر کانٹے کو اپنے پاؤں کا زیور سمجھتا ہوں

جو کہنا چاہتا ہے تُو اگرچہ کہہ نہیں سکتا
مگر پھر بھی تری اس بات کو مضطر سمجھتا ہوں

چوہدری محمد علی

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا انٹرویو ۸ اگست ۹۲ء کو ہوگا

۱۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا انٹرویو ۸ اگست ۱۹۹۲ء بروز ہفتہ بوقت ۷ بجے صبح ہوگا ۔ امیدواران کی طرف سے نتیجہ کی اطلاع ملنے پر اطلاع ملنے پر انٹرویو کیلئے تفصیلی چٹھی بذریعہ ڈاک بھجوائی جائے گی ۔ لہٰذا جو نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہش مند ہیں وہ نتیجہ کا انتظار نہ کریں ۔ بلکہ فوری طور پر اپنی درخواست مقامی جماعت کے امیر صاحب / صدر صاحب کی وساطت سے وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں اور نتیجہ نکلنے پر اپنے نتیجہ امتحان کی جلد اطلاع دیں ۔

۲۔ قرآن کریم ناظرہ صحیح طور پر پڑھنا سیکھیں ۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں ۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں ۔

۳۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے امیدواران کی تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن پاس (۴۵ فیصد نمبر) اور عمر ۱۷ سال یا اس سے کم ہونا ضروری ہے ۔ ایف اے پاس کے لئے ۱۸ سال کی حد مقرر ہے ۔

۴۔ درخواست میں نام ۔ ولدیت ۔ تاریخ پیدائش ۔ تعلیم اور مکمل پتہ درج کیا جائے

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عربی منظوم کلام

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے فرماتے ہیں:

وَاَنْتَ کَرِیْمٌ اَلْوَجِیْہُ مُوْلِیٰ مُجَامِلٍ
فَلَا تَطْرُدِ الْغِلْمَانَ بَعْدَ التَّخَیُّرِ

تو کریم اور مہربان ہے۔ آقا ہے اور حسن سلوک فرمانے والا ہے۔ پس تو ان غلاموں کو منتخب فرمانے کے بعد نہ دھتکار۔

وَجِئْنَاکَ کَالْمَوْتیٰ فَاَحْیِ اُمُوْرَنَا
وَنَسْتَغْفِرَنَّکَ مُسْتَغِیْثِیْنَ فَاغْفِرٖ

ہم تیرے پاس مُردوں کی طرح آئے ہیں۔ پس ہمارے معاملات کو زندگی بخش۔ ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں مدد کی درخواست کرتے ہوئے، پس معاف فرما۔

اِلیٰ اَیِّ بَابٍ یَا اِلٰھِیْ تَرُدُّنِیْ
اَتَتْرُکُنِیْ فِیْ کَفِّ خَصْمٍ مُخَسِّرٖ

کس دروازے کی طرف اے میرے معبود تو مجھے دھکیلے گا۔کیا تو مجھے نقصان رساں دشمن کے ہاتھوں میں چھوڑ دے گا۔

اِلٰھِیْ فَدَتْکَ النَّفْسُ اَنْتَ مَقَاصِدِیْ
تَعَالَ بِفَضْلٍ مِّنْ لَّدُنْکَ وَبَشِّرٖ

اے میرے معبود! میری جان تجھ پر فدا ہو۔ تُو ہی تو میرا مقصود ہے اپنے فضل کے ساتھ آ اور مجھے خوشخبری دے۔

ان چار اشعار میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ زیادہ تر اس بات کا ذکر فرماتے ہیں کہ اے خدا! ہم تیرے پاس مُردوں کی طرح آئے ہیں۔ یعنی اپنی ذات کی نفی کرتے ہوئے اور تجھی کو سب کچھ سمجھتے ہوئے تیرے پاس آئے ہیں۔ تو نہایت کرم کرنے والا ہے اور تو ہمارا آقا ہے جو بہتر سلوک کرتا ہے۔ ہماری تجھ سے یہ درخواست ہے کہ تو ہمیں رد نہ فرما۔ ہم چاہتے ہیں کہ تیری بخشش حاصل کریں اس لئے التجائیں لے کر تیرے پاس حاضر ہوئے ہیں۔ پس تجھ سے یہی امید رکھتے ہیں کہ تو ہمیں بخش دے گا۔

حضور اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی کے ساتھ پوچھتے ہیں کہ اے خدا تو ہمیں اپنے دروازے سے ہٹا کر اور کس کے دروازے پر بھیج دے گا۔ کیا تو جو ہمارا دوست ہے اور آقا ہے اور ہمارے ساتھ مہربانی کا سلوک کرنے والا ہے۔ اپنے دروازے سے ہٹا کر ہمیں کسی دشمن کے دروازے پر بھیج دے گا۔ ایسا دشمن جو ہمیں سراسر نقصان پہنچانے کے درپے ہو۔

حضور فرماتے ہیں کہ اے خدا میری جان تجھ پر فدا ہو تو ہی تو میرا مقصد ہے میں تو صرف اور صرف تجھی کو حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ میرے ذہن اور میرے دل میں اور کوئی ذات ایسی نہیں ہے جسے میں اپنا مقصد سمجھ سکوں۔ جسے حاصل کرنے کے لئے میں کوئی کوشش کروں تو تو اپنے فضل کے ساتھ میرے پاس آ۔ اور مجھے اچھی اچھی باتیں بتا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اپنی نفی کر کے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ پر فدا کرنے کے لئے تیار ہو اور جو خلوص دل سے یہ کہے کہ اس کا مقصد صرف اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ اس کا خدا اسے مل جائے تو یقیناً خدا ایسے شخص کو اپنا بنا لیتا ہے۔ حضور اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور دروازے پر نہیں جانا چاہتے اور حضور اسی یقین سے پُر ہیں کہ اللہ تعالیٰ بھی حضور کو اپنے دروازے سے ہٹا کر کسی اور دروازے پر نہیں بھیجے گا اور اسی یقین کی وجہ سے آپ خدا تعالیٰ پر اپنی جان نثار کرنے کے لئے تیار ہیں۔ خدا تعالیٰ پر جان نثار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اس کی راہ میں ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور اس کے احکام کی پیروی ہی کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتا ہو۔ وہی بات کہے اور وہی کام کرے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہو اور جس سے اسے خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو۔

ان اشعار کے پیش نظر ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے آپ کی نفی کر کے خدا تعالیٰ کے دروازے پر جا پڑیں اور جو مانگنا ہے۔ اسی سے مانگیں۔ اور اس یقین اور وثوق کے ساتھ اس سے مانگیں کہ حقیقی طور پر وہی دینے والا ہے ہماری نگاہ کسی اور طرف کسی صورت میں بھی اٹھنی نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ان باتوں کی توفیق دے اور اس کی راہ میں جو بھی مصائب آئیں وہ ہم بشاشت کے ساتھ برداشت کریں اور اس طرح اس کی خوشنودی حاصل کریں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

ارشادات سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے

علمی مسائل

یہاں اللہ تعالیٰ نے اسی امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر تم نظام عالم پر غور کرو تو تمہیں ذرہ ذرہ میں خدا تعالیٰ کا وجود نظر آئے گا۔ اور تمہیں اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ خدا تعالیٰ نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جس قدر اشیاء پیدا کی ہیں ان تمام کو حق و حکمت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ یعنی ان کی پیدائش بلا وجہ نہیں۔ بلکہ اس کے پیچھے کوئی بہت بڑا مقصد کام کر رہا ہے۔ اور چونکہ وہ مقصد اس دنیا میں پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ انسانی زندگی اس دنیا تک محدود نہ ہو تاکہ وہ اس نظام کی عظمت کے مطابق اس اعلیٰ مقام کو حاصل کرے جس کے لئے اس کی پیدائش معرض وجود میں آئی ہے۔ اگر انسان کی زندگی صرف اس دنیا تک ختم ہو جانے والی ہوتی تو اس کے لئے اتنا بڑا نظام جاری کرنا جس کے اسرار کو علوم کی انتہائی ترقی کے باوجود ابھی تک سائنس دان بھی معلوم نہیں کر سکے ایک لغو اور خلاف عقل فعل قرار پاتا ہے۔

مجھے یاد ہے ۱۹۴۶ء میں جب ہم نے قادیان میں ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے افتتاح کے لئے ڈاکٹر سر شانتی سروپ صاحب بھٹناگر ڈائریکٹر سائنٹیفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ گورنمنٹ آف انڈیا کو بلوایا تو انہوں نے تقریر کرتے ہوئے یہی کہا کہ آج سائنس دان کے غرور کا سر اس قدر نیچا ہو چکا ہے کہ وہ ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ سائنس ان اشیاء کی بھی مناسب تشریح کر سکتی ہے جو ظاہری طور پر ہمیں نظر آتی ہیں اور جب زمین و آسمان میں اس قدر اسرار پائے جاتے ہیں کہ سائنس اپنی تمام ترقی کے باوجود ابھی مادیات میں سے بھی ایک بہت چھوٹے سے حصے کی تشریح کر سکی ہے۔ تو پھر اس وسیع کائنات کو جس وجود کے لئے ایک خادم کے طور پر پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی پیدائش کو عبث قرار دینا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

پھر فرماتا ہے۔ رات اور دن کے آگے پیچھے آنے میں بھی عقلمند لوگوں کے لئے بڑے بھاری نشان ہیں اس جملہ میں اللہ تعالیٰ نے پھر اپنی رحمانیت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ اور بتایا ہے، کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور سورج اور چاند اور ستارے وغیرہ بنائے اسی طرح اس نے اپنی رحمانیت کے ماتحت یہ بھی انتظام کیا ہوا ہے کہ رات اور دن کا ایک تسلسل جاری رہے۔ اور ہر رات کے بعد ایک دن کا ظہور ہوتا ہے اگر رات نہ آتی تو انسان اپنی طاقتوں کو کھو بیٹھتا اور اگر دن نہ چڑھتا تو انسانی زندگی بے کار ہو کر رہ جاتی۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے ماتحت رات اور دن بنا دیئے۔ تاکہ انسان اپنی نیند پوری کر کے قویٰ میں تازگی حاصل کرے اور دن بھر کام کر کے اپنے آپ کو مفید وجود بنائے۔ رات اور دن کی طرف توجہ دلا کر اللہ تعالیٰ نے روحانی رنگ میں اس طرف اشارہ کیا ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مادی ظلمت کو دور کرنے کے لئے انتظام کر رکھا ہے۔ روحانی طور پر بھی ظلمت اور نور کا ایک سلسلہ جاری ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر رکھے

باقی صـــ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان

ہمارے خاندانی حالات

اوائل عمر میں ہی والدہ کا نکاح میرے والد صاحب چوہدری نصر اللہ خان صاحب کے ساتھ ہو گیا۔ میرے دادا صاحب کا نام چوہدری سکندر خان تھا۔ ہمارا آبائی مسکن ڈسکہ (ضلع سیالکوٹ) ہے۔ ہماری قوم ساہی کہلاتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قوم زیادہ تر منٹگمری کے علاقہ میں آباد تھی۔ چنانچہ منٹگمری کا پرانا نام ساہیوال بھی ہے۔ کسی وقت اس قوم کی پنجاب کے ایک علاقہ پر حکومت تھی۔

ہمارے خاندان کی ایک دو شاخیں اب تک ہندو ہیں۔ باقی یا سکھ ہیں یا مسلمان۔ ہماری شاخ قریباً بارہ ۱۲ پشت سے مسلمان ہے۔

میرے دادا چوہدری سکندر خانصاحب اپنے علاقہ کے بہت با رسوخ زمیندار تھے میرے پڑدادا چوہدری فتح دین صاحب بالکل جوانی میں فوت ہو گئے تھے۔ اس وقت میرے دادا ابھی بالکل بچہ ہی تھے۔ انکی پرورش بہت سختی کے حالات میں ہوئی تھی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کی طبیعت میں حزم و دانش ودیعت کی تھی۔ اس لئے باوجود شرکاء کی مخالفت اور منصوبوں کے انہوں نے اپنا زمانہ نہایت خوش اسلوبی سے گذارا۔

وہ زمانہ ہر رنگ میں تاریکی اور جہالت کا زمانہ تھا۔ لیکن باوجود اس کے اللہ تعالےٰ نے انہیں دنیوی دانش کے علاوہ دین کا علم اور فہم بھی عطا فرمایا تھا۔ جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے۔ وہ اہل حدیث فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور احکام شریعت کی سختی سے پابندی کرتے اور کرواتے تھے شرک کے ساتھ انہیں خصوصیت سے دشمنی تھی۔ اور ہر قسم کی بدعات سے سخت نفرت تھی۔ ماتم کے موقعہ پر عورتوں کی جزع فزع کو بہت برا منایا کرتے تھے۔ اور اس سے بڑی سختی سے روکا کرتے تھے۔ حکام کے ساتھ انکا برتاؤ تواضع لیکن وقار کا ہوا کرتا تھا۔ اور حکام بھی ان کا احترام کیا کرتے تھے۔

مہمان نوازی اور غریب پروری ان کا خاص شعار تھے۔ گو جن حالات میں سے انہیں بچپن میں گذرنا پڑا تھا۔ ان کے نتیجہ میں خود انہیں تنگی سے گذر کرنا پڑتی تھی۔ لیکن اس کا اثر وہ مہمانوں کی تواضع پر پڑنے نہیں دیتے تھے۔ انکا معمول تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد رات کے کپڑے پہن کر وہ مہمان خانے میں چلے جاتے۔ اور ایک خادم کے طور پر مسافروں اور مہمانوں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ اور تہجد کے بعد بھی مہمانوں کی خبر گیری کے لئے مہمان خانے میں چلے جاتے تھے۔

ایک دن فجر کے وقت مہمان خانہ کے خادم نے اطلاع دی کہ ایک مسافر جس نے مہمان خانہ میں رات بسر کی تھی۔ غائب ہے۔ اور اس کے بستر کا لحاف بھی غائب ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ چوکیدار اور ایک دو اور آدمی اس کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ اس مسافر کو لحاف سمیت پکڑے ہوئے میرے دادا صاحب کے سامنے لے آئے۔ انہوں نے دریافت کیا۔ میاں تم نے ایسا کیوں کیا؟ مسافر نے جواب دیا۔ حضور ہم گھر میں بچوں سمیت چار نفوس ہیں۔ سردی کا موسم ہے اور ہمارے گھر میں صرف ایک لحاف ہے میرے دادا صاحب نے کہا اسے چھوڑ دو اور وہ لحاف بھی اسے دے دیا۔ اور تین روپے نقد دیکر اسے رخصت کیا۔

ان کی مہمان نوازی اور سخاوت کی وجہ سے تمام علاقہ میں بلکہ ارد گرد کے اضلاع میں بھی لوگ انکا نام عزت اور احترام کے ساتھ لیا کرتے تھے۔

میری والدہ کے خاندان کی پہلے بھی ہمارے خاندان کے ساتھ رشتہ داری تھی۔ میری دادی پناہ بی بی (جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہیں) میری والدہ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ اور اس طرح میرے نانا میرے والد صاحب کے حقیقی تھے۔ چنانچہ میرے والد اپنے بچپن کا بہت سا حصہ اپنے ننھیال میں گذارا کرتے تھے۔ میری نانی جو میرے والد صاحب کی ممانی تھیں۔ ان سے بہت پیار کیا کرتی تھیں۔ آخر عمر تک جب بھی میری نانی صاحبہ کو میرے والد صاحب کے ساتھ ملنے کا اتفاق ہوا کرتا۔ تو دونوں بہت دیر رات گئے تک آپس میں باتیں کرتے رہا کرتے تھے۔

میری نانی صاحبہ ایک نہایت ہی عابدہ زاہدہ باصبر اور باہمت عورت تھیں۔ اس زمانے میں جب دیہات میں عورتوں کی تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی تھی۔ ان کے والد صاحب نے ان کو باقاعدہ طب پڑھوانے کا انتظام کیا تھا۔ اور وہ طب میں اچھی خاصی مہارت رکھتی تھیں۔ چنانچہ انکی تربیت کا ہی اثر تھا۔ کہ گو میری والدہ صاحبہ طب نہیں پڑھی تھیں۔ لیکن عام بیماریوں کا رسمی علاج وغیرہ جانتی تھیں اور بعض دفعہ تو سخت بیماری کی حالت میں بھی نسخہ تجویز کرنے کی جرأت کر لیتی تھیں۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے رحم سے مریض کو شفا بھی عطا کر دیتا تھا۔

والدہ صاحبہ کی شادی

میں نے ذکر کیا ہے کہ یہ زمانہ ہمارے ننھیال کی نسبتاً خوشحالی کا زمانہ تھا۔ اور ہمارے اپنے گھر میں نسبتاً تنگی کا زمانہ تھا۔ میرے والدین نکاح کے وقت ابھی دونوں بچے ہی تھے۔ رخصتانہ نکاح کے چند سال بعد ہوا۔ جب میری والدہ نے سسرال آنا جانا شروع کیا۔ میرے والد صاحب لاہور اورینٹیل کالج میں پڑھا کرتے تھے۔ اور اس زمانہ کی معاشرت کے مطابق میری والدہ کو اپنا تمام وقت میری دادی صاحبہ کی ہدایات کے ماتحت گذارنا پڑتا تھا۔ یوں تو ان دونوں کی آپس میں قریبی رشتہ داری تھی۔ لیکن یہ زمانہ میری والدہ کے لئے کافی سختی کا زمانہ تھا۔ میری والدہ کی طبیعت بچپن سے بہت حساس تھی۔ اور انکی صحت بھی اچھی نہیں رہتی تھی۔ اس لئے سسرال کی رہائش کا زمانہ ان کے لئے اور بھی دوبھر ہوا کرتا تھا۔ والد صاحب کو طالب علمی کی وجہ سے بہت کم عرصہ گھر پر رہنے کا موقعہ ملا کرتا تھا۔ اور ان سے جدائی والدہ صاحبہ کو بہت شاق تھی۔ لیکن یہ سب کچھ انہیں خاموشی سے برداشت کرنا پڑتا تھا۔ میرے دادا صاحب ان سے بہت شفقت اور ہمدردی سے پیش آتے تھے۔ لیکن ان سے کسی قسم کی تکلیف کا بیان کرنا والدہ صاحبہ کو طبعاً گوارا نہ تھا۔

والد صاحب کے بعض حالات

میرے والد صاحب کی طبیعت بھی بہت نازک اور حساس تھی۔ اور اپنے والد صاحب سے انہیں بہت حجاب تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ نہ کبھی بے تکلفی سے کلام کیا تھا۔ اور نہ کبھی سیر ہو کر ان کے چہرہ کو دیکھا تھا۔

ایک دفعہ کسی تقریب پر میرے دادا صاحب نے انہیں لاہور سے بلا بھیجا۔ والد صاحب نے جواب میں لکھا کہ اس وقت آنے سے میری پڑھائی میں حرج ہو گا۔ اب آئندہ تعطیلات میں ہی آنا ہو سکے گا۔ جب تعطیلات کے موقعہ پر یہ گھر آئے تو ان کے والد صاحب نے ان کی والدہ صاحبہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ "اب کس نے بلایا تھا۔"

والد صاحب نے بھی یہ فقرہ سن لیا۔ جونہی انہیں موقعہ ملا۔ انہوں نے اپنا سامان باندھ لیا۔ اور واپس لاہور روانہ ہو پڑے پاس خرچ بھی کافی نہیں تھا۔ ڈسکہ سے گوجرانوالہ ۱۵ میل کا فاصلہ سامان سر پر اٹھائے پیدل گئے۔ گوجرانوالہ سے شاہدرہ تک ریل میں سفر کیا۔ اور شاہدرہ سے پھر سامان سر پر اٹھا کر حضوری باغ میں پہنچے۔ جہاں ان دنوں اورینٹیل کالج کا ہوسٹل ہوا کرتا تھا۔ اور تعطیلات کا زمانہ بھی لاہور ہی میں گذار دیا۔ باپ بیٹے نے تو اپنی اپنی طبیعت کا تقاضا پورا کر لیا۔ مگر میری والدہ کے دل پر جو گذری ہو گی اس کا اندازہ کوئی دردمند دل ہی کر سکتا ہے۔

میرے والد صاحب ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اب تو تعلیم کے لئے اس قدر سہولتیں ہو گئی ہیں۔ اور پھر بھی تم لوگ کئی قسم کے بہانے کرتے رہتے ہو۔ ہمارے وقت میں تو سخت مشکلات تھیں۔ اول تو اخراجات کی سخت تنگی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چھ سات سال کا عرصہ لاہور میں بطور طالب علم کے گذارا۔ اورینٹیل کالج سے بی او ایل کا امتحان پاس کیا۔ ٹریننگ کالج سے نارمل سکول کا امتحان پاس کیا۔ اور پھر مختاری اور وکالت کے امتحان پاس کئے۔ اس تمام عرصہ میں گھر سے ایک پیسہ نہیں منگوایا۔ جو وظائف ملتے رہے انہیں پر گذارہ کیا۔ گھر سے صرف آٹا لے جایا کرتے تھے اور وہ صرف اس مقدار کا کہ اس تمام عرصہ میں لاہور میں کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا۔ وظیفہ بھی پہلے چار روپے ماہوار اور پھر چھ اور آٹھ روپے ماہوار تھا۔ پھر قانون کے امتحانوں کے لئے یہ دقت تھی کہ اکثر کتب انگریزی میں تھیں۔ اور انگریزی نہ جاننے والے طلباء کو بڑی دقت کا سامنا ہوتا تھا۔ کیونکہ کئی کتب کے تراجم میسر نہ تھے چنانچہ ایک دفعہ والد صاحب لالہ لاجپت رائے صاحب کے ساتھ حصار اس غرض کے لئے گئے تھے کہ وہاں کے ایک وکیل صاحب کی زیر نگرانی ایسے مضمون کی تیاری کریں جس کے کورس کی کتب کا اردو ترجمہ میسر نہیں تھا۔ ان دنوں ابھی حصار تک ریل نہیں بنی تھی۔ اور بہت سا حصہ سفر کا بہلی یا یکہ کے ذریعہ کرنا پڑتا تھا۔ باوجود ایسی مشکلات کے والد صاحب مختاری اور وکالت دونوں امتحانوں میں اول رہے۔ اور اس صلہ میں چاندی اور سونے کے تمغے انعام پائے۔

وکالت کا امتحان پاس کرنے سے قبل والد صاحب نے بطور مختار ڈسکہ ہی میں پریکٹس شروع کر دی تھی۔ لیکن وکالت کا امتحان پاس کرنے کے بعد انہوں نے سیالکوٹ میں پریکٹس شروع کی۔ اور وہیں رہائش اختیار کی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر خلیل صدیقی

زبان سماج تہذیب

یہ مضمون ماہنامہ نگار پاکستان کراچی کی اشاعت نومبر ۱۹۹۱ء سے لیا گیا ہے۔ اس رسالے کے ایڈیٹر ڈاکٹر فرمان فتحپوری ہیں۔

انسان اپنی نجی ضرورتوں کیلئے دوسروں سے جذباتی و ذہنی رابطوں کا محتاج رہا ہے ان رابطوں ہی سے گروہی جبلت میں نظم و ضبط پیدا ہوتا ہے اور اجتماعیت کا احساس فروغ پاتا ہے۔ ان رابطوں کا موثر وسیلہ زبان ہی ہے۔ اگرچہ نجی اور سماجی تقاضوں نے انسان سے زبان تخلیق کرائی تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ زبان سماجی ارتقا کا وسیلہ بنتی رہی ہے۔ انسان کے تمام ذہنی و جذباتی تجربے زبان کے سانچوں میں ڈھلتے، روایات بنتے نکھرتے اور منتقل ہوتے رہے ہیں۔ اور اسی طرح انسان کی اجتماعی زندگی میں تنظیم اور نکھار پیدا ہوتا رہا ہے۔ انسان کے اس بیش بہا اکتساب نے اس کی زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبے کو اپنا مرہون منت بنایا ہے۔ سماجی زندگی کی کوئی سطح ایسی نہیں جس میں زبان کا سکہ نہ چلتا ہو۔ سماج کی چھوٹی سے چھوٹی اکائی "گھرانے" کے افراد بھی زبان کے وسیلے کے بغیر گھریلو زندگی کو استوار اور مستحکم نہیں بنا سکتے۔ بچے کے اکتساب زبان کا انحصار گھریلو زندگی کی نوعیت اور خصوصیت پر ہوتا ہے۔ اچھی نگہداشت غور و پرداخت اور افراد خانہ کی ہم آہنگی اور حسن معاشرت کی بدولت بچہ بالواسطہ زبان سیکھنے کے جو مراحل طے کرتا ہے۔ ان کے طفیل اس کے لسانی ارتقاء کی رفتار رسمی تدریس سے کہیں بہتر ہوتی ہے۔ انسانی سماج، گھر کے اندر کا ہو یا باہر کا، سکول کا ہو یا محلے کا کسی طبقاتی یا پیشہ ورانہ سطح کا ہو یا کسی سیاسی معاشی اور تکنیکی سطح کا، شہری ہو یا دیہی اس کی سطح اور اسکے ہر دائرے میں اظہار و ابلاغ کو یا بالفاظ دیگر زبان کو کلیدی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔

ہم عموماً سماج سے متعلق اس طرح بات چیت کرتے ہیں جیسے اس کا کوئی معروضی وجود ہو یا اس کی کوئی بنی بنائی ساخت ہو۔ لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ سماج ہر سطح اور ہر نوعیت کی انسانی تنظیم کے افراد کے مابین اتفاق و اتحاد، سوجھ بوجھ اور تعلقات کے تار و پود کا ایک پیچیدہ بناؤ ہے یہ تنظیم ایک خاندان سے لے کر قوموں تک بلکہ تمام بنی نوع انسان تک محیط ہو سکتی ہے۔ انسانی سماج کی بنیادی اور چھوٹی سے چھوٹی اکائی گھرانا یا خاندان ہے اور انسانی سماج کے استحکام اور فلاح کا دار و مدار اسی اکائی پر ہوتا ہے۔ سماج گھر کا ہو یا بیرون خانہ مسلسل مستقل فعال و موثر ابلاغ پر منحصر ہوتا ہے ابلاغ کا عمل جاری و ساری نہ رہے۔ تو سماج کا وجود نہ رہے۔ بظاہر سماج مختلف سماجی اداروں کا مجموعہ نظر آتا ہے۔ لیکن دراصل اجتماعی نفسیات ہے۔ افراد کے روزمرہ کے ابلاغی عمل کے تسلسل سے اس میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ نئی روح دوڑتی ہے اسے تقویت ملتی رہتی ہے اور اسکی توثیق و تصدیق بھی ہوتی رہتی ہے بول چال تحریر و تقریر ہی کی بدولت ذہنی و جذباتی رابطے پنپتے اور فروغ پاتے' اور اجتماعی احساس کو مستحکم کرتے رہتے ہیں۔ اور سماجی شعور کے پروان چڑھنے کی راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ انسان کے سماجی کردار میں لسانی بیوہار (BELEAVE) کو بڑی اہمیت حاصل ہے یہ حقیقت ہے کہ لسانی بیوہار ذہنی رابطوں، جذباتی وابستگی اور سماجی شعور کا مؤثر وسیلہ بنتا ہے۔ زبان کا سب سے اہم مقصد اور منصب (FUNCTION) سماجی ہے۔ اسے سماجی عمل بلکہ سماجی ادارہ کہنا چاہیئے۔ ایسا سماجی ادارہ جو دوسرے سماجی اداروں۔ مذہب اخلاق قانون، معاش، سیاست تعلیم و ہنر وغیرہ کی تنظیم اور ان کے استحکام کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کے موثرات، انفرادی بھی ہوتے ہیں۔ اور اجتماعی بھی۔ ہر سماجی ادارہ اپنی بقا کیلئے اس کا محتاج ہے۔ مذہب کی تفہیم، تبلیغ اور اشاعت اس کے بغیر ممکن نہیں۔ علم الاخلاق اور قانون کی اہمیت اور موشگافیوں کا دار و مدار اسی پر ہے۔ کوئی سیاسی جماعت ابلاغی عمل کی مختلف صورتوں کے بغیر اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتی۔ عمرانی مسائل کی گتھیاں سلجھانے اور معاملات پر قابو پانے کے لئے زبان ہی کا سہارا لیا جاتا ہے اسی کے وسیلے سے انسان کے ذہنی و فکری اکتسابات و اجتہادات منضبط ہوتے اور نسل در نسل منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ دور جدید میں ابلاغی تکنیک کی بہت سی صورتیں وجود میں آچکی ہیں پھر بھی زبان کی سماجی اہمیت اپنی جگہ رہی۔ جدید سائنس اور تکنالوجی کی بدولت عالمی معیشت اور سیاست نے جو رخ اختیار کئے ہیں ان کی وجہ سے بین الاقوامی رابطوں کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے کیونکہ اسی یا انہی کے ذریعے سے عالمی سماج میں ہم آہنگی اور نکھار پیدا کرنے کا امکان ہو سکتا ہے۔

سماج طبقاتی ہو یا غیر طبقاتی، زبان اسکی ادبی، علمی، سائنسی، فنی تکنیکی اور پیشہ ورانہ سطحوں کے مطابق روپ دھارتی اور اپنے منصب سے عہدہ برآ ہوتی رہے گی۔ علماء اور دانشور زبان میں کتنی ہی توانائی صلاحیت جامعیت، عظمت اور وقار کیوں نہ پیدا کر دیں لسانی گروہ کے عام افراد ہی کے لبوں سے اسے زندگی، تازگی اور تقویت ملتی رہے گی سماج سے اٹوٹ رشتہ ہی اس کی بقا کا ضامن ہے۔ لسانی گروہ نت نئے سماجی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے زبان میں تصرفات کر لیتا ہے اور اسے اظہار و ابلاغ کا "میڈیم" بنائے رکھتا ہے۔ زبان، سماج کی ہر سطح اور ہر دائرے کے کام ہی نہیں آتی بلکہ اس پر اثر انداز بھی ہوتی ہے۔ اسکی معنویاتی سطح کسی نہ کسی سماج کے متعلقات اور مضمرات پر مشتمل ہوتی ہے اسی لئے یہ کہا جاتا ہے کہ زبان کو سماج کے حوالے ہی سے سمجھا جاسکتا ہے۔ وہ لسانی گروہ کے لئے اظہار و ابلاغ کا قابل عمل نظام ہی نہیں۔ اسکی پچھلی تاریخ کی پیداوار بھی ہے اور اسکی تنظیم اور اس کے ارتقا کا ایک لحاظ سے وسیلہ بھی۔ اسکی جڑیں، بولنے والوں کے دل و دماغ میں ہوتی ہیں اسلئے اس سے لسانی گروہ کے تاریخی روابط سماجی ساخت اور اداروں، مذہبی رجحانات، عقائد رسوم، فنی مہارت، مشاغل وغیرہ کا استنباط ممکن ہوتا ہے۔ ایڈورڈ ساپر نے اسے سماجی حقیقت کی "گائیڈ" قرار دیا ہے۔

انسان کی سماجی ضرورتیں اسے محض پہلی یا مادری زبان ہی کا محتاج نہیں بناتیں بلکہ کسی اور زبان یا زبانوں کو بھی وسیلہ بنانے پر مجبور کرتی ہیں۔ جس ملک میں ایک سے زیادہ زبانیں مروج ہوں۔ اس میں بہت سے افراد دو یا دو سے زیادہ زبانیں جانتے اور حسب ضرورت استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ملکوں میں ایک سے زیادہ زبان کا سہارا لینا ناگزیر ہے۔ کاروباری ضرورت کے لئے بھی اور تعلیمی، ادبی اور علمی تقاضوں کے تحت بھی۔ اکثر لوگ اپنی پہلی یا مادری زبان کے دائرۂ اثر سے مطمئن نہیں ہوتے اور کسی ثانوی زبان کو ادبی یا علمی زبان کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں تاکہ ان قارئین کا حلقہ وسیع تر ہو۔ گوناگوں نجی اور سماجی مقاصد کے لئے ثانوی زبان یا زبانوں کو اظہار و ابلاغ کا وسیلہ بنانے سے دریغ نہیں کیا جاتا۔ انسان ہر وقت اظہار و ابلاغ کیلئے زبان استعمال نہیں کرتا سماجی زندگی سے وابستگی کے لئے بھی کچھ کہتا ہے۔

زبان کو نسل، مذہب، قومیت اور تہذیب سے مربوط کیا جاتا رہا ہے۔ نسلوں کے فرق و امتیاز اور نسلی برتری کے تصور نے انسانی تاریخ میں جو گل کھلائے ہیں۔ ان سے قطع نظر یہ حقیقت ہے کہ نسلی و لسانی تقسیم میں ہم آہنگی پیدا کی جاتی رہی ہے۔ "نسلیات" انسانی نسلوں کے آغاز کے تعین سے قاصر رہی ہے۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ انسانی نسلیں دنیا کے مختلف خطوں میں عالم وجود میں آئی ہیں تو یہ مفروضہ غلط نہ ہوگا کہ انہوں نے اپنی اپنی زبانیں بھی وضع کی ہوں گی، جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں گی۔ لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان کی خانہ بدوش معیشت یا توسیع پسندی نے انہیں مستقلاً ایک ہی خطے میں نہیں رہنے دیا۔ وہ اپنے مرزبوم سے نکل کر مختلف خطوں میں پھیلتی اور بکھرتی رہیں، دوسری نسلوں سے تصادم بھی ہوا۔ میل جول بھی۔ ارتباط و اختلاط نے نسلوں کو خلط ملط کر دیا، یہی حال ان کی زبانوں کا ہوا لسانی ارتباط اور دوسرے عوامل کے زیر اثر ان کی زبانوں نے نئے نئے روپ دھارے ان کی کایا کلپ بھی ہوگی کوئی زبان کسی نسل سے مختص ہو کر نہیں رہ گئی۔

تاریخ کی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ دنیا کی سب سے زیادہ ترقی یافتہ "قوم" جو سپر پاور بھی ہے، یعنی امریکی بھانت بھانت کی اُن نسلوں کا معجون مرکب ہے۔ جنہوں نے اپنی آبائی زبانوں کو بھلا کر انگریزی کا دامن تھام لیا ہے۔ وہی ان کی پہلی اور قومی زبان ہے جزائر برطانیہ کی اصل زبانیں تو کب کی دبک چکی ہیں۔ جرمن اینگلز اور سیکسن، اینگلو سیکسن بولیاں لے کر یہاں پہنچے، نارمنوں نے جو فرنچ اور اسکنڈی نیویَن قوموں کا ملغوبہ تھے نیا روپ دیا۔ انگریزی مختلف نسلوں کی زبانوں کے اثرات کا کرشمہ ہے۔ اس پر کسی خاص نسل کا لیبل نہیں لگ سکتا۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ بعض لسانی خاندانوں کے نام پر رکھے گئے ہیں مثلاً آریائی زبانیں (ہند آریائی اور ایرانی) سامی خاندان السنہ، دراوڑی خاندان وغیرہ۔ لیکن ان کے بولنے والے لازماً انہی نسلوں سے تعلق نہیں رکھتے۔ جن سے ان زبانوں کو منسوب کیا گیا ہے۔ ہند آریائی زبانیں بولنے والوں کا تعلق صرف آریائی نسل ہی سے نہیں بلکہ بہت سی مختلف نسلوں سے ہے۔ سامی زبانیں بولنے والے سامی النسل ہی نہیں اور نسلوں سے بھی تعلق رکھتے ہیں ایک زبان اپنے اصل بولنے والوں تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ دوسری نسلوں میں بھی رواج پا سکتی ہے۔ وہ اپنے مرزبوم سے نکل کر ان نسلوں اور قوموں میں بھی پنپ سکتی ہے جو اس کے اصل بولنے والوں کے خون کی پیاسی رہ چکی ہوں۔ تاریخ کے

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات واقعات شخصیات ـــــ نون ۔ سین

افغانستان ۔ استحکام؟

لگتا ہے کہ افغانستان میں امن کو مستحکم ہوتے خاصا وقت لگے گا۔ کیونکہ ہر چند روز کے بعد وہاں کسی بھی دو دھڑوں میں لڑائی چھڑنے کا امکان بھی ہوتا ہے اور لڑائی چھڑ بھی جاتی ہے چھ روز تک امن رہنے کے بعد گذشتہ بدھ کے روز لڑائی ہو گئی۔ فوجی ہسپتال نے تو یہ بتایا کہ ایک شخص ہلاک ہوا ہے اور ایک زخمی۔ یہ لڑائی سارا چوک بازار میں ہوئی۔ لیکن ہسپتال میں کام کرنے والوں نے زخمی افراد کی تعداد ایک کی بجائے کم از کم چھ بتائی۔ چشم دید گواہوں نے کہا ہے کہ لڑائی تقریباً بارہ بجے شروع ہوئی جب کہ ایک گروہ نے دوسرے گروہ پر راکٹ پھینکے اور خود کار اسلحہ سے حملہ کیا۔ کئی گھنٹوں بعد اس علاقے تک پہنچنے والے راستے بند کر دئیے گئے اور جن گروہوں نے یہ راستے بند کئے کہا جاتا ہے کہ وہ خوب خوب مسلح تھے اور انکے ساتھ ان کی مدد کیلئے ٹینک بھی موجود تھے مارکیٹ میں ایک جگہ پر آگ لگی ہوئی تھی۔ جو کنٹرول میں نہیں آرہی تھی۔ اور اس کے دھوئیں سے ساری فضا دھندلائی ہوئی تھی۔ ایک ٹینک کے کارکن نے کہا کہ آگ اتنی زیادہ تھی کہ اسے بجھانے کیلئے جانا خطرے سے خالی نہیں تھا۔ بہت سے لوگوں نے دیکھا کہ کچھ لوگ ٹرک وغیرہ سے اترے اور انہوں نے دوسرے لوگوں کو بندوقوں کی نالیوں سے مارنا شروع کر دیا۔ جن لوگوں کو اسطرح مارا گیا تھا ان کا خاصا خون بہا۔ پھر مسلح لوگوں کی نگرانی میں انہیں کسی نامعلوم جگہ پر پہنچا دیا گیا لوکل کمانڈروں نے کہا ہے کہ یہ لوگ حکمت یار کے آدمی تھے۔ انہوں نے اپنے ٹرک میں اسلحہ رکھا ہوا تھا۔ اور وہ اسلئے آئے تھے کہ ہمیں ہلاک کر دیں۔ جہاں تک گلبدین حکمت یار کا تعلق ہے وہ حزب اسلامی پارٹی کے رہبر ہیں اور اس پارٹی نے ابھی تک نئی اسلامی حکومت میں شرکت کرنے سے انکار کیا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حکمت یار کے آدمیوں نے جنوب سے آنیوالی تمام راہوں کو اپنے قبضہ میں لیا ہوا ہے۔ ان لوگوں کے پاس راکٹ بھی ہیں اور یہ آرٹلری سے بھی لڑ سکتے ہیں۔ حزب کے لیڈر نے اس بات پر اعتراض کیا ہے کہ گذشتہ حکومت کی فوج کے افراد وہاں کیوں موجود ہیں۔ ان گذشتہ حکومت کے فوجیوں کے سربراہ جنرل رشید دوستم ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حکومت کو چھوڑ کر "باغیوں" سے اپریل میں آملے تھے۔ اور جنہوں نے نجیب اللہ کی حکومت کا تختہ الٹنے میں مدد دی تھی۔ حکمت یار نے کابل میں اسوقت تک داخل ہونے سے انکار کر دیا ہے۔ جب تک دوستم اپنے آدمیوں کو وہاں سے ہٹا نہیں لے گا۔

امریکی نظریہ

امریکہ کے اسسٹنٹ سیکرٹری آف سٹیٹ نے کہا ہے کہ مشرق وسطیٰ کے متعلق ان کی پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ قیام امن کے لئے کوششیں کرتے رہیں گے۔ اور اس سلسلے میں عراق پر لگی ہوئی پابندیوں کو بھی جاری رکھیں گے۔ وہ چاہتے ہیں کہ عالمی دہشت گردی کے خلاف جنگ کی جائے۔ اور دنیا کو امن وامان کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے۔ انہوں نے الجیریا کے صدر محمد بوضیاف کی جون ۲۹، کو ہلاکت پر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم اس بات سے پریشان ہیں کہ الجیریا کے حالات غیر مستحکم ہیں۔ لیکن الجیریا کے لئے امریکہ کی پالیسی تبدیل نہیں ہوئی۔ ہم کوشش کرتے رہیں گے کہ وہاں جمہوریت آزاد منڈیاں اور کثیر الجماعتی سیاست انسانی حقوق وغیرہ کی پاسداری کی جائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم فی الحال اسرائیل کے انتخابات پر کوئی بیان نہیں دینا چاہتے۔ ہم اس وقت بیان دیں گے جب وہاں کی حکومت باقاعدہ برسراقتدار آجائے گی۔ ان سے بہت سے سوال پوچھے گئے لیکن انہوں نے سوالات کے جواب دینے سے گریز کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسرائیل کی حکومت نے امریکہ سے درخواست کی تو دس ہزار ملین ڈالر کی امداد کا جو وعدہ کیا جا چکا ہے وہ ادا کر دی جائے گی۔ اس امدادی رقم سے وہ باہر سے آنے والے یہودیوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ عراق کے متعلق ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کا ادارہ بغداد کے ساتھ نئے معاہدے کے لئے گفت وشنید کر رہا ہے۔ اس میں اقوام متحدہ کی گیارہ سو کی نفری کو عراق میں رہنے کا سوال بھی شامل ہے۔ عراقی لیڈر کے بیانات پر انہوں نے تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔

جاپان میں پابندیاں

جاپان کی ٹریڈ اور انڈسٹری کی وزارت کے ایک افسر نے کہا ہے کہ جاپان اس بات پر غور کر رہا ہے کہ ایسی اشیاء کی تیسری دنیا کو برآمد پر پابندیاں سخت سے سخت تر کر دی جائیں جن کے استعمال سے میزائل تیار کئے جا سکتے ہیں یا کیمیاوی اور جوہری اسلحہ کی تیاری میں وہ اشیاء کام آسکتی ہیں۔ جس قسم کے سخت قوانین سوچے جا رہے ہیں۔ ان میں برآمد کرنے والے کو ایک سرٹیفکیٹ پیش کرنا ہوگا کہ اس کا برآمد کیا گیا سامان کس طرح استعمال کیا جائے گا۔ اسی طرح خریدنے والے کو بھی ایک عہد نامہ دینا ہوگا جس میں وہ کہے گا۔ کہ جو اشیاء جاپان سے خریدی گئی ہیں۔ انہیں اسلحہ سازی میں کام نہیں لایا جائے گا اور انہیں دوسرے ممالک کو بھی فروخت نہیں کیا جائے گا۔ کہتے ہیں کہ اس فہرست پر ۱۵۰ آئیٹم آئیں گے جس میں کچھ مشینوں کے پرزے ہیں اور صنعتی روبوٹ اور یورینیم اور ایلومینیم وغیرہ۔ جاپان اسلحہ کی برآمد کی اجازت نہیں دیتا۔ یہ قانون جو جاپان میں سوچے جا رہے ہیں۔ ہمارے خیال میں نہایت اہم ہیں۔ یہ ایک اچھا طریق ہے کہ اپنی اشیاء کو غلط انداز میں پیش نہ کرنے دیا جائے اور دنیا کے لئے خطرناک نہ بننے دیا جائے۔ یہ کہ جاپان دوسرے ممالک کو اسلحہ فروخت نہیں کرتا۔ یہ بھی بہت اچھی بات ہے کیونکہ عام طور پر آجکل ایسا ہو رہا ہے کہ ترقی پذیر ممالک دوسرے ممالک سے اسلحہ کی خرید کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جیسا کہ سب جانتے ہیں اسلحہ کی یہ دوڑ جنگ کا باعث بھی بن سکتی ہے

عرب لیگ اور لبنان

گذشتہ روز عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل عصمت عبدالمجید بیروت پہنچے تاکہ وہ لبنان پر اسرائیلی حملوں کے متعلق گفت وشنید کر سکیں اور اس ملک کو جو جنگ سے ٹوٹ پھوٹ گیا ہے دوبارہ تعمیر کرنے کا انتظام کر سکیں۔ جب سے عصمت عبدالمجید سیکرٹری جنرل مقرر ہوئے ہیں اور یہ گذشتہ سال کی بات ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں اس بات کا اظہار کیا کہ ان کی تنظیم یعنی عرب لیگ لبنان کو مستحکم دیکھنا چاہتی ہے۔ انہوں نے لبنانیوں سے بھی کہا کہ وہ پوری لگن کے ساتھ کوشش کریں کہ لبنان کے مسائل حل ہو جائیں اور لبنان باشندوں کو آرام اور سکون کی زندگی بسر کرنے کا موقعہ ملے۔ انہوں نے مزید یہ امید دلائی کہ اس وقت عالمی اور علاقائی حالات ایسے ہیں کہ یہ ہدف حاصل کیا جا سکتا ہے۔ لبنان کے وزیر خارجہ نے کہا کہ سیکرٹری جنرل کا یہ دورہ اس بات کا ثبوت ہے کہ عرب لیگ لبنان کے حالات سے پریشان ہے اور وہاں کچھ نہ کچھ کرنا چاہتی ہے۔ یہ دورہ اس میٹنگ سے ایک ہفتہ پہلے کیا گیا ہے۔ جسمیں عرب لیگ لبنان کی پوزیشن کو زیر بحث لانا چاہتی ہے۔

سندھ آپریشن

گذشتہ روز کراچی میں اخباری نمائندوں سے باتیں کرتے ہوئے بریگیڈیئر آصف ہارون نے کہا کہ فوج اس بات کا تہیہ کئے ہوئے ہے کہ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرے گی۔ اس نے دہشت پسندوں ڈاکوؤں اور حکومت کے خلاف عناصر کے گلے کا پھندا اور بھی سخت کر دیا ہے۔ اور یہ پھندا روز بروز زیادہ سخت ہوتا جا رہا ہے۔ بریگیڈیئر موصوف نے بتایا کہ مئی ۲۲ اور یکم جولائی کے دوران ۵۳ ڈاکو مارے گئے ہیں اور ۱۱۲ کو قانون لاگو کرنے والی ایجنسیوں نے متنبہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ ۶۶ ہتھیار بردار اور ۵۹۲ مشکوک افراد کو بھی تنبیہہ جاری کی گئی ہے۔ جہاں تک اس عرصہ میں اسلحہ واپس لینے کا تعلق ہے ۱۹۳ کلاشنکوف ۱۲۷ شاٹ گنز ۱۱۱ پستول ۔ ۴ ایل ۔ ایم جی دو راکٹ لانچر اور ۱۴۷۲۹ راؤنڈز قبضے میں لئے گئے ہیں اس سے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ ۶۶ کاریں بھی قبضے میں لی جا چکی ہیں۔ یہ ساری کارروائی فوج کے ذریعے ہوئی ہے۔ بریگیڈیئر آصف ہارون نے یہ بھی بتایا کہ کراچی میں ۲۳ ٹارچر سیلز کا پتہ لگایا گیا ہے۔ ان میں سے دس مشرقی ضلع میں آٹھ وسطی ضلع میں اور پانچ غربی ضلع میں۔ ایک عباس شہید ہسپتال میں اور بعض دیگر ایم۔کیو۔ایم کے سیکٹر دفاتر میں پائے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنا اپریشن جاری رکھیں گے اور جو لوگ ان نہایت قبیح جرائم میں ملوث ہیں اور جو صوبے کو غیر مستحکم کرنا چاہتے ہیں انہیں ہم کھلا نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اب پہلے کی نسبت جرم بہت کم ہو گیا ہے۔ اور معمول کی زندگی واپس آگئی ہے شہری اور دیہاتی لوگوں نے ہمارے اس اپریشن کو خوش آمدید کہا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

اعلان نکاح:۔ مکرم مرزا حنیف احمد صاحب ابن مکرم مرزا حمید احمد صاحب دار العلوم غربی الف کا نکاح ہمراہ محترمہ ارم مسعود بنت مکرم میاں مسعود احمد صاحب لاہور سے بعوض ۲۵۰۰۰/- روپے حق مہر مکرم بشیر الدین احمد صاحب نے دار الذکر لاہور میں پڑھایا۔
احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کریں۔

تقریب شادی:۔ مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ضلع لیہ ولد مکرم چوہدری محمد سلیمان صاحب کی شادی خانہ آبادی مورخہ ۲۹ فروری ۱۹۹۲ء محترمہ امۃ المتین ناصر صاحبہ بنت مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب آف رحیم یار خان کے ساتھ ہوئی۔ بارات ۲۹ فروری کو راجن پور شہر سے رحیم یار خان شہر کو روانہ ہوئی۔ شام کو واپسی ہوئی۔ اور یکم مارچ کو راجن پور شہر میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں احباب شامل ہوئے۔ مکرم وسیم احمد شمس صاحب مربی سلسلہ راجن پور شہر نے دعا کروائی۔
احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کریں۔

ولادت: مکرم محمد امان اللہ خان انجنیئر کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۶ جون ۹۲ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام محمد شہید اللہ رکھا گیا ہے جو وقف نو میں شامل ہے۔
○ مکرم نور حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پانچ بچیوں کے بعد بیٹے سے نوازا ہے۔ بچے کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "سبحان احمد" تجویز فرمایا ہے۔
احباب ان بچوں کے لئے دعا کریں۔

دعائے ختم القرآن

○ عزیز مجیب الدین بھٹی ابن مکرم مکرم نصیر الدین بھٹی صاحب نے چھ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ختم کر لیا ہے۔

پتہ درکار ہے: محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الغفار صاحب وصیت نمبر ۸۱۱۷ ساکن محلہ دار الرحمت قادیان کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔
○ مکرم غلام محمود صاحب ولد مکرم محمد علی صاحب وصیت نمبر ۱۰۷۷۰۔ موصی کا آخری ایڈریس معرفت چوہدری محمد شریف ۲۲۳/E/۱۹ واہ کینٹ ہے

اگر موصیان خود پڑھیں یا کسی کو موصی کے ایڈریس کے متعلق علم ہو تو دفتر نظارت دفتر بہشتی مقبرہ میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔
(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔
سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۴۹۰ میں محمد شفیع ولد کریم بخش صاحب قوم ریحان پیشہ دکانداری عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۴۱ء ساکن راہوالی ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۲-۱۹۹۱ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان برقبہ ۲½ مرلہ مالیتی ایک لاکھ روپے۔
باقی ص۸ پر

بقیہ: ص۳ سے آگے

ہیں کہ جس کے نتیجہ میں روحانی ظلمتیں کافور ہوتی رہتی ہیں۔ ان سامانوں میں سے ایک تو یہ ہے کہ ملائکہ انسانی قلوب میں نیک تحریکات کرتے رہتے ہیں اور انہیں ظلمات سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن جب بنی نوع انسان کی اکثریت ظلمت میں گرفتار ہو جائے۔ اور ملکی تحریکات ان پر اثر نہ کریں اور شیطان ان پر تسلط جمالے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اور ماموریں کے ذریعہ ان کی ظلمتوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ لوگ روحانی عالم کے آفتاب و ماہتاب ہوتے ہیں۔ اور ان پر ایمان لانے والے ستاروں کی طرح دنیا کی ہدایت کا موجب بنتے ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے رحمانیت کے اس فیضان کی طرف توجہ دلائی ہے جس کے ذریعہ ملائکہ اور انبیاء اور ماموریں اور اولیاء وغیرہ بنی نوع انسان کو ظلمات سے نور کی طرف لے جاتے ہیں اور دنیا کو تباہ ہونے سے محفوظ رکھتے ہیں۔

بقیہ: ص۵ سے آگے

دھارے اور تاریخی جبریت اور سیاسی انقلابات نسلوں کے جغرافیائی حدود ہی میں ردوبدل نہیں کر دیتے بلکہ نسلوں کو پارہ پارہ بھی کر دیتے ہیں۔ ان میں بھانت بھانت کے خون کی آمیزش بھی کرتے ہیں۔ لسانی حد بندیاں بھی بدل سکتے ہیں۔ زبان اور نسل میں کوئی لازمی تعلق نہیں ہوتا۔ امریکہ کے لاکھوں حبشی اور ریڈ انڈین باشندے امریکی قومیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انگریزی ان کی ابتدائی یا پہلی زبان ہے۔ انگریزی بولنے والے، برطانیہ میں ہوں، امریکہ میں ہوں، جزائر غرب الہند میں ہوں، یا آسٹریلیا میں ان کی رگوں میں بھانت بھانت کی نسلوں کا خون ہے۔ تمام نسلیں اب مختلف زبانوں مذہبوں، قوموں اور تہذیبوں میں بٹی ہوئی ہیں۔ مذہبی اور لسانی تقسیم میں بھی کسی قسم کی ہم آہنگی نہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مذہبوں کے آغاز ہی سے ہوتی رہی ہے۔ ان کی نشر و اشاعت اور تبلیغ ماحول کی عام زبانوں کے ذریعے ہی سے ہوتی، پالی کو بدھ مت کی بدولت عبرانی کو عہد نامہ قدیم کی زبان ہونے کے سبب لاطینی کو بائبل کے ترجموں کے طفیل مذہبی اہمیت حاصل رہی ہے اور ان زبانوں کو مذہب کیوجہ سے تقدس بھی حاصل ہوا ہے۔ مثلاً سنسکرت کو ہندو دھرم کیوجہ سے لیکن یہ سب زبانیں مقدس کتابی زبانیں رہ گئی ہیں۔ حقیقی معنوں میں زندہ زبانیں نہیں ہیں۔ عبرانی کا احیاء ضرور ہوا ہے اور وہ اسرائیل کی سرکاری اور قومی زبان بن گئی ہے۔ صرف عربی ہی ایسی زبان ہے، جو اسلام کی اولین زبان بھی رہی اور عرب اور افریقہ کے ملکوں میں ایسی زندہ قوموں اور سرکاری زبان ہے۔ جسکا تاریخی تسلسل ملتا ہے۔ لیکن اسلام کی نشر و اشاعت اور بہت سی زبانوں کے ذریعے سے بھی ہوتی رہی ہے۔ عیسائیت کی تبلیغ کے لئے بھی مختلف زبانوں کا سہارا لیا جاتا رہا ہے۔ مختلف زبانیں مختلف مذہبوں کی اشاعت کے لئے استعمال ضرور ہوئیں لیکن ان پر مذہبوں کا ٹھپا نہیں لگ سکتا۔ کتابی سنسکرت اور کتابی پالی صرف مذہبی زبانیں ضرور ہیں۔ عربی مذہبی زبان ہی نہیں بلکہ بدآب و رنگ اختیار کر کے بول چال کی زبان بھی ہے۔ پرانی عربی سے خاصی مختلف۔

زبان کو قومیت سے بھی مربوط کیا جاتا ہے۔ قومیت کا جدید تصور نشاۃ الثانیہ کے بعد کی پیداوار ہے۔ ماضی قریب میں جرمنی میں خود دلدادیت اور برتری کے مبالغہ آمیز تصور نے اسے اور جرمن زبان کو ایک جان دو قالب بنا رکھا تھا عموماً قومیت کی اساس جغرافیائی حدود، زبان، تہذیب اور خود دلدادیت پر قائم کیجاتی ہے۔ سیاست اور صحافت نے اکثر موقعوں پر نسل، تہذیب اور زبان کو ایک ہی سماجی اکائی کے مختلف پہلو قرار دے کر ان سب کے تجریدی مرکب کو "قومیت" قرار دیا ہے۔ نسلیات اور بشریات کے علماء کچھ بھی کہیں لوگ زبان کا ناتا قومیت سے جوڑتے اور خلط مبحث کرتے رہیں گے اور نسل اور تہذیب کو بھی ان میں گڈمڈ کرتے رہیں گے۔ اور بے باک اور چرب زبان لیڈر اس صورتحال سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔ جذباتی وابستگی کی ہر صورت کو اس معجون مرکب میں سمو دیا گیا ہے۔ اس طرح کہ پروپیگنڈے اور نعرہ بازی سے اسے "شاونزم" کی حدود میں پہنچا دینا آسان ہو گیا ہے۔ قومیت کا یہ تصور نسل اور مذہب کی جذباتی اپیل سے بھی مؤثر بنتا ہے۔ اور زبان اور تہذیب کے سہارے بھی کارگر ہوتا ہے۔ زبان اور قومیت کی تخصیص کے ذیل میں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ مختلف قومیں بھی ایک ہی زبان بولتی ہیں اور ایک ہی قوم میں مختلف زبانیں مروج ہو جاتی ہیں۔ انگریز، امریکی، آسٹریلوی، غرب الہندی مختلف قومیں ہیں ان سب کی زبان انگریزی ہے بھارت کے بے شمار زبانیں بولنے والے ایک بھارتی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ قومی اکائی کے بن جانے اور سیاسی دھاروں اور قوتوں کے بل بوتے مستحکم ہو جانے کے بعد زبان کو قومی تشخص کا وسیلہ بھی بنا لیا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ایک ممتاز قومیت کے مسلمہ اظہار کا وسیلہ بنا ہی زبان کا صحیح منصب یا وظیفہ (FUNCTIOTL) ہونا چاہیئے قومی زبان یا زبانوں کے تعلیمی و تدریسی، علمی و ادبی فنی اور تکنیکی دفتری اور ابلاغی مناصب کی نیز قومی ہم آہنگی اور ترقی میں ان کے کردار کی اہمیت مسلمہ ہے۔

SOCIALOGICAL
THEORIES OF TODAY
(PITIYIM A- SOYOKIN)
P 353

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ سندھ میں فوج نے اپنا آپریشن دریائے سندھ سے ملحقہ علاقوں پنجاب، کشمور اور تنگار پور تک بڑھا دیا۔ ایک میجر جنرل کی قیادت میں چھ ہزار سول اور فوجی افسروں اور جوانوں نے ہیلی کاپٹروں موٹر لانچوں اور گاڑیوں کے ذریعے لاڑکانہ کے جنگل سمیت تین سو میل کا علاقہ محاصرہ میں لے رکھا ہے۔ دو ماہ قبل اغواء کئے گئے تین بچوں کو جنگل سے برآمد کر لیا گیا۔

○ نواب شاہ کے جنگل میں قانون نافذ کرنے والوں کی جوابی فائرنگ سے بدنام ڈاکو عقیل ادھو ہلاک ہو گیا۔

○ سندھ کے تمام مفرور اشتہاری روپوش خطرناک ملزموں اور ضمانت پر رہا ہونے والے ڈاکوؤں اور انکی ضمانت دینے والوں کی فہرستیں قانون نافذ کرنے والے اداروں کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ اثر و رسوخ کی وجہ سے ایسے ڈاکوؤں کی گرفتاری بھی عمل میں نہیں آسکی جن کی واضح شناخت ہو چکی ہے۔

○ ایم کیو ایم کے سربراہ الطاف حسین نے وزیر اعظم پر دھوکہ دہی کے تمام سابقہ ریکارڈ توڑنے کا الزام لگایا ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ سندھ کا آپریشن مجرموں کے خلاف نہیں ہے بلکہ سیاسی بنیادوں پر ایم کیو ایم اور مہاجروں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نمازیوں کے اغوا کا عمل آج بھی جاری ہے۔ ان ڈاکوؤں کو پکڑنے والا کوئی نہیں اور مہاجروں پر ظلم توڑے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ قرآن خوانی کے اجتماعات پر چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ ڈاکوؤں اور حکومت میں کیا فرق ہے؟

○ قانون نافذ کرنے والے اداروں نے کراچی میں ٹی اینڈ ٹی کے احاطہ میں ایم کیو ایم کے دفتر پر چھاپہ مار کر ۱۲ افراد کو گرفتار کر لیا۔ عباسی شہید ہسپتال پر بھی چھاپہ مار کر دو ایمبولینسوں کے ڈرائیوروں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اب تک آپریشن کے سلسلے میں گرفتار شدگان کی تعداد ۹۸۸ ہو گئی ہے۔ ان میں ۵۳۲ اشتہاری ملزم ہیں۔ ۴۲۶ مفرور ملزم اور ۲۹ کار لفٹر ہیں۔

○ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل حمید گل نے کہا ہے کہ فوج سندھ میں ایک بین الاقوامی سازش کا مقابلہ کر رہی ہے لیکن سیاسی عمل ساتھ ساتھ چلنا چاہیئے انہوں نے کہا کہ فوج کا طویل عرصہ تک سندھ میں رہنا اچھا نہیں ہو گا۔

○ پیر صاحب پگارا نے کہا ہے کہ اقتدار میں لانے والے محسنوں کو آنکھیں دکھانے کا انجام اچھا نہیں ہوا کرتا۔ انہوں نے کہا کہ قدرتی فیملی پلاننگ کا سلسلہ شروع ہے۔ میں اشاروں میں اپنی بات کہہ دیتا ہوں۔ تاکہ عقل والے سمجھ جائیں۔ سیاست میں تشدد یا انتقام کی گنجائش نہیں ہوتی۔

○ ملک غلام مصطفٰے کھر نے انتباہ کیا ہے کہ اگر صدر نے اپنے اختیارات استعمال نہ کئے تو مجبوراً فوج آجائے گی۔

○ سندھ اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے تمام اراکین کے استعفے مشکوک ہیں اس لئے ایک بھی منظور نہیں کیا۔ بعض استعفوں کی تاریخ مہینہ اور ایک کا سال تبدیل کیا گیا تھا۔

○ دادو کے قریب ڈاکوؤں نے انڈس ہائی وے بلاک کر کے متعدد گاڑیوں کو لوٹ لیا اور فائرنگ کر کے ایک ٹرالی کے کلینر کو ہلاک کر دیا۔

○ پنجاب کے صوبائی وزیر ملک سلیم اقبال نے کہا ہے کہ پنجاب میں آپریشن کلین اپ محرم کے بعد ہو گا۔

○ ٹنڈو بہاول کیس کے فوجی افسر میجر ارشد پر مقدمہ چلانے کے لئے فیلڈ کورٹ مارشل راولپنڈی میں ایک بریگیڈیئر کی قیادت میں تشکیل دے دی گئی ہے۔

○ بابری مسجد کے مسئلہ پر بھارتی پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں شدید ہلڑ بازی ہوئی۔ اجلاس بار بار ملتوی کرنا پڑے۔ "اجودھیا میں کیا ہو رہا ہے حکومت وضاحت پیش کرے" اپوزیشن کے اس مطالبے پر بی جے پی کے اراکین نے احتجاج کرتے ہوئے چیخنا چلانا شروع کر دیا۔ اور کہا کہ وہ متنازعہ علاقے میں کوئی تعمیر نہیں کر رہے۔

بقیہ ص۷ سے آگے

(۲) سرمایہ دکان -/۲۰۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۵۰۰ روپے ماہوار بصورت دکانداری مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ محمد شفیع بوٹ شاپ راہوالی ضلع گوجرانوالہ

گواہ شد نمبر ۱۔ سید کرم شاہ محلہ گڑھی شاہو راہوالی ضلع گوجرانوالہ۔

گواہ شد نمبر ۲۔ ملک جمیل احمد ولد نیر دین محلہ سلامت پورہ راہوالی ضلع گوجرانوالہ۔

قدیمی۔ اولین۔ شہرہ آفاق

حب اٹھراء

سو گولی تیس روپے۔ مکمل کورس -/۱۲۰ روپے

نپیران

نرینہ اولاد کی مشہور دوا -/۱۲۰ روپے

زوجام عشق

تیس گولی -/۹۰ روپے

مشہور دواخانہ جسبر ڈ گوجرانوالہ پاکستان

فون: ۲۱۹۰۶۵ - ۲۱۸۵۳۴

الہدیٰ ماڈل کالج

دارالنصر غربی ربوہ

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اور سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد سے منظور شدہ

ایف۔ ایس سی ۔ پری میڈیکل اور پری انجنیئرنگ

ایف ۔ اے ۔ جنرل سائنس، آرٹس اور کامرس

گیارھویں جماعت میں داخلہ

بورڈ آف ایجوکیشن فیصل آباد کے اعلان کے مطابق ۱۸ جولائی سے شروع ہو گا

داخلہ فارم اور پراسپکٹس کالج دفتر سے مل سکتے ہیں

چند نمبروں کی کمی کی وجہ سے گورنمنٹ کی طرف سے وظیفہ حاصل نہ کر سکنے والے طلباء کو کالج کی ماہانہ فیس اور سالانہ اخراجات کی ادائیگی کے لئے کالج کی طرف سے مبلغ -/۱۲۵ روپے ماہانہ وظیفہ دیا جائے گا

N.C.C. کی ٹریننگ کا بھی باقاعدہ انتظام ہے۔ اس وقت تک سالانہ تین پاسنگ آؤٹ پریڈ ہو چکی ہیں

پرنسپل

الہدیٰ ماڈل کالج

ربوہ